

١٣٠٧ هـ

التبصير المنجد

بأن صحن المسجد مسجد

شيخ الإسلام إمام أهل السنة والجماعة العلامة المجدد

الإمام أحمد رضا خان الحنفي القادري البريلوي

١٢٧٢ - ١٣٤٠ هـ

RIDAWI

رضا

PRESS

ضروری نوٹ



فتاویٰ رضویہ شریف کا دوسرا ایڈیشن علامہ مفتی عبدالقیوم ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے شاگرد رشید علامہ حافظ عبدالستار سعیدی حفظہ اللہ تعالیٰ کی سرپرستی میں رضا فاؤنڈیشن لاہور نے 30 ضخیم جلدوں میں شائع کیا تھا جس میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رضی اللہ عنہ کے 206 رسائل بھی شامل کر دئے گئے تھے۔ اس مطبوعہ فتاویٰ کا مصورہ یعنی ڈیجیٹل Digital نسخہ (PDF) بھی بعض حضرات کی کاوشوں سے انٹرنیٹ پر فراہم کر دیا گیا ہے۔ اسی PDF سے یہ رسالہ ماخوذ ہے اور **رضوی پریس** نے محض اخراج کا کام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان تمام علماء کرام اور ان کے معاونین کو جزائے خیر عطا فرمائے جن کی انتھک کوششوں کا نتیجہ تھا کہ فتاویٰ رضویہ کا جدید ایڈیشن منظر عام پر آیا۔ دعاؤں کے حقدار وہ حضرات بھی ہیں جن کے مساعی جلیلہ کے سبب فتاویٰ مبارکہ کے (PDF) تک ہر خاص و عام کی رسائی ہوئی جزا ہم اللہ احسن الجراء

اندرون مسجد جماعت خانہ اور صحن مسجد خارچ مسجد بولنا یہ عند الشرح معتبر ہے یا نہیں؟ اور کس قدریں نمازیں ہر سال میں اُس صحن پر ادا کی جائیں کہ وہ صحن مسجد بن جائے؟ اُس صحن کی مسجد بن جانے میں سوائے نماز کے اور کوئی دوسری شرط بھی عند الشرح معتبر ہو تو تحریر فرمائیں۔ بینوا توجروا۔

الجواب

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الحمد لله والصلوة والسلام على رسول الله

صحن مسجد قطعاً جزء مسجد ہے جس طرح صحن دار جزیر وار، یہاں تک کہ اگر قسم کھائی زید کے گھرنے جاؤں گا، اور صحن میں گیا بیشک حائث ہوگا کما ینظہر من الہدایة والہندیة والدر المختار ورد المختار و عامۃ الاسفاس (جیسا کہ ہدایہ، ہندیہ، دُر مختار، رد المحتار اور عام کتب میں ہے۔ ت) اسی طرح اگر قسم کھائی مسجد سے باہر نہ جاؤں گا اور صحن میں آیا ہرگز حائث نہ ہوا، لہذا معتکف کو صحن میں آنا جانا بیٹھنا رہنا یقیناً روا، یہ مسئلہ اپنی نہایت وضاحت و غایت شہرت سے قریب ہے کہ بدیہیات اولیہ سے ملتی ہو، جس پر تمام بلاد میں عام مسلمین کے تعال و افعال شاہد عدل جن کے بعد اصلاً احتیاج دلیل نہیں، ہاں جو دعویٰ خلافت کرے اپنے دعوے پر دلیل لائے، اور ہرگز نہ لاسکے گا حتیٰ یلج الجمل فی سہ الخیاط (یہاں تک کہ اونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ ت) مدعی خلافت نے کہ صحن مسجد کے مسجد نہ ہونے پر دو دلیلیں پیش کیں، ایک عام جس میں دلیل کی صورت بھی نہیں بلکہ محض دعویٰ بے دلیل ہے، دوسری خاص مساجد سورت سے متعلق دونوں محض باطل و زاہتی۔ فقیر غفر اللہ تعالیٰ اس مسئلہ واضحہ کی ایضاً کو حکم ضرورت صرف دس و ہمیں ذکر کرتا ہے جن سے حکم انجلائے تام پائے اور دونوں دلیل خلافت کا ازالہ ادہام ہو جائے، اسی کے ضمن میں ان شاء اللہ تعالیٰ تمام مراتب سوال کا جواب منکشف ہو جائے گا۔

فاقول وباللہ التوفیق و افاضۃ التحقیق (میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ ہی توفیق اور تحقیق عطا

کرنے والا ہے؛

اولاً مسجد اس بقعہ کا نام ہے جو بغرض نماز پنجگانہ وقف خالص کیا گیا و تمام تعریفہ مع فوائد قیودہ فی الوقف من کتابنا العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ (مسجد کی کامل تعریف اور اس کے تمام قیود کے فوائد کی تفصیل ہمارے فتاویٰ العطا یا النبویۃ فی الفتاوی الرضویۃ کے باب الوقف میں ملاحظہ کیجئے۔ ت) یہ تعریف بالیقین صحن کو بھی شامل اور عمارت و بنیا یا سقف وغیرہ ہرگز اس کی ماہیت میں داخل نہیں یہاں تک کہ اگر عمارت اصلاً نہ ہو صرف ایک چبوترہ یا محدود میدان نماز کے لئے وقف کر دیں قطعاً مسجد

ہو جائے گا اور تمام احکام مسجد کا استحقاق پائے گا۔ فتاویٰ قاضی خاں و فتاویٰ ذخیرہ و فتاویٰ علمگیری وغیرہ ہا
میں ہے ،

سرجل له ساحة امرقومان يصلوا فيها
بجماعة ان قال صلوا فيها ابدا او امرهم
بالصلوة مطلقا ونوى الابد صارت الساحة
مسجدا لومات لا يورث عنه اھ ملخصاً

ایک آدمی کی کھلی جگہ ہے لوگوں سے کہتا ہے کہ یہاں نماز
ادا کرو، اب اگر اس نے یہ کہا کہ یہاں ہمیشہ تم نماز پڑھو،
یا اتنا کہا نماز پڑھو مگر نیت ہمیشہ کی، تو وہ جگہ مسجد کہلائے
گی۔ اگر وہ فوت ہو جاتا ہے
تو وہ زمین وراثت میں شامل نہ ہوگی اھ ملخصاً (ت)

پھر مسقف وغیر مسقف میں فرق کرنا اسے مسجد سے فنا، مسجد ٹھہرانا محض بے معنی۔

ثانیاً ہر عاقل جانتا ہے کہ مسجد و معبد ہو یا مسکن و منزل ہر مکان کو بلحاظ اختلاف موسم دو حصوں پر تقسیم کرنا
عادات مطردہ بنی نوع انسان سے ہے جس پر معظم معمورة الارض میں تمام اعصار و امصار کے لوگ اتفاق کئے ہوئے
ہیں ایک پارہ مسقف کرتے ہیں کہ برف و بارش و آفتاب سے بچائے، دوسرا کھلا رکھتے ہیں کہ دھوپ میں بیٹھنے، ہوا
لینے، گرمی سے بچنے کے کام آئے، زبان عرب میں اول کو شتوی کہتے ہیں اور دوم کو صیفی۔ کما افادہ
العلامة بدرالدين محمود العيني في كتاب الايمان من البناية شرح الهداية (جیسا کہ علامہ بدرالدين
محمود عینی نے بنیائے شرح الہدایہ کے کتاب الايمان میں تصریح کی ہے۔ ت) یہ دونوں ٹکڑے قطعاً اس معبد یا
منزل کے یکساں دو جز ہوتے ہیں جن کے باعث وہ مکان ہر موسم میں کام کا ہوتا ہے اور بالیقین مساجد میں صحن
رکھنے سے بھی واقفین کی یہی غرض ہوتی ہے ورنہ اگر صرف شتوی یعنی مسقف کو مسجد اور صیفی یعنی صحن کو
خارج از مسجد ٹھہرائیے تو کیا واقفین نے مسجد صرف موسم سرما و عصرین گرما کے لئے بنائی تھی کہ ان اوقات میں تو
نماز مسجد میں ہو باقی زمانوں میں نماز و اعتکاف کے لئے مسجد نہ ملے یا ان کا مقصود یہ چیز کرنا تھا کہ کیسی ہی جیس و
حرارت کی شدت ہو مگر ہمیشہ مسلمان اسی بند مکان میں نماز پڑھیں، معتکف رہیں، ہوا و راحت کا نام نہ لیں، یا
انہیں دنیا کا حال معلوم نہ تھا کہ سال میں بہت اوقات ایسے آتے ہیں جن میں آدمی کو درجہ اندرونی میں مشغول
نماز و تراویح و اعتکاف ہونا درکار دم بھر کو جانا ناگوار ہوتا ہے، اور جب کچھ نہیں تو بالآخر ثابت کہ جس طرح
انہوں نے اپنے صحن کے لئے مکان سکونت میں صحن و والان دونوں درجے رکھے ہیں یونہی عام مسلمان کی عام
اوقات میں آسائش و آرام کے لئے مسجد کو بھی انہی دو حصوں پر تقسیم کیا۔

ثالثاً اب نمازیوں سے پوچھئے آپ اذان سن کر گھر سے کس ارادہ پر چلتے ہیں، یہی کہ مسجد میں نماز پڑھیں گے یا کچھ اور، قطعاً یہی جواب دیں گے کہ مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہیں، اب دیکھئے کہ وہ موسم گرما میں فجر و مغرب و عشا کی نمازیں کہاں پڑھتے ہیں اور ان کے حفاظ قرآن مجید کہاں سُناتے ہیں اور ان کے معتکف کہاں بیٹھتے اور ذکر و عبادت میں مشغول رہتے ہیں، خود ہی کھل جائے گا کہ مسلمانوں نے صحن کو بھی مسجد سمجھا ہے یا نہیں، تو مسجدیت صحن سے انکار اجماع کے خلاف۔

سابعاً بلکہ غور کیجئے تو جو صاحب انکار رکھتے ہیں خود انہی کے افعال ان کی خطا پر دال، اگر وہ مسجد میں نماز پڑھنے آتے ہوں تو لاجرم موسم گرما میں عام مسلمانوں کی طرح صحن ہی پر پڑھتے ہوں گے پھر ان سے پوچھئے آپ گھر چھوڑ کر غیر مسجد میں نماز پڑھنے کیوں آئے، اور جب یہ مسجد نہیں تو یہاں نماز پڑھنے میں کیا فضیلت سمجھی، فضیلت درکنار داعی اللہ کی اجابت کب کی، اور حدیث لا صلوة لجاہل المسجد الا فی المسجد (مسجد کے پڑوسی کی نماز، مسجد کے علاوہ نہیں ہو سکتی۔ ت) کی تعمیل کہاں ہوئی اور سنتِ عظیمہ جلیلہ کس واسطے چھوڑی، کیا کوئی ذی عقل مسلمان گوارا کرے گا کہ مکان چھوڑ کر آواز اذان سن کر نماز کو جائے اور مسجد ہوتے ساتھ مسجد میں نہ پڑھے بلکہ اس کے حرم و حوالی میں نماز پڑھ کر چلا آئے، کیا اہل عقل ایسے شخص کو مجزون نہ کہیں گے، تو انکار والوں کا قول و فعل قطعاً مناقض، اگر یہ عذر کریں کہ جہاں امام نے پڑھی مجبوری ہمیں پڑھنی ہوتی ہے تو محض بیجا و نامعقول و ناقابل قبول، آپ صاحبوں پر حتی مسجد کی رعایت اتباع جماعت سے اہم و اقدم تھی، جب آپ نے دیکھا کہ سب اہل جماعت مسجد چھوڑ کر غیر مسجد میں نماز پڑھتے ہیں آپ کو چاہئے تھا خود مسجد میں جا کر پڑھتے، اگر کوئی مسلمان آپ کا ساتھ دیتا جماعت کرتے ورنہ تنہا ہی پڑھتے کہ حتی مسجد سے ادا ہوتے، یہاں تک کہ علما اس تنہا پڑھنے کو دوسری مسجد میں باجماعت پڑھنے سے افضل بتاتے ہیں نہ کہ غیر مسجد میں۔ فتاویٰ امام قاضی خاں پھر خزائنہ المفتیین پھر رد المحتار وغیرہ میں ہے،

یذہب الی مسجد منزله ویؤذن فیہ ویصلی
وان کان واحداً لان لمسجد منزله حقاً
علیہ فیؤدی حقہ مؤذن مسجد لایحضر
مسجداً احد قالوا یؤذن ویقیم
ویصلی وحده فذلک احب من
ان یصلی فی مسجد آخریہ

آدمی اپنے محلہ کی مسجد میں جائے اس میں اذان دے
اور نماز پڑھے اگرچہ تنہا ہو کیونکہ اس پر محلہ کی مسجد کا حق ہے
جس کی ادائیگی ضروری ہے، ایسی مسجد کے مؤذن
کے بارے میں جس میں کوئی نہیں آتا فقہاء نے
کہا ہے کہ وہ وہاں تنہا ہی اذان دے اور نماز پڑھے
یہ دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے افضل ہے

تنبلیہ؛ انہیں وجہ سے ظاہر ہو گیا کہ اہل سورت کا خاص درجہ شستوی کو جماعت خانہ کہنا ایک اصطلاح خاص ہے اور صیغی یعنی صحن کو خارج اسی معنی پر کہتے ہیں کہ اُس جماعت خانہ مصطلح سے باہر ہے نہ بایں معنی کہ جزیر مسجد نہیں اور اگر مسجد ہی کہتے ہوں تو یہ کہنا ایسا ہے جیسے علماء کرام ظاہر بدن کو خارج البدن فرماتے ہیں جس کے یہ معنی کہ بدن بیرونی حصہ نہ یہ کہ بدن سے باہر، یونہی خارج مسجد یعنی مسجد کا بیرونی ٹکڑا، نہ یہ کہ مسجد سے خارج۔ اور بالفرض اگر انہوں نے اپنی اصطلاح میں مسجد صرف شستوی یعنی مسقف ہی کا نام رکھا ہو تو اسے مسجد نہ کہنے کا حاصل اس قدر ہو گا کہ درجہ شستوی نہیں نہ یہ کہ شرعاً مسجد نہیں، اُن کے افعال دائمی یعنی موسم گرما میں ہمیشہ جماعت مغرب و عشا و فجر صحن ہی پر پڑھنا اور اذان سننے پر مکانوں سے بارادہ صلوٰۃ فی المسجد اگر یہاں جماعت کرنا جس کی تصریح سوال میں موجود۔ اور رمضان گرما میں یہیں تراویح پڑھنا، معتکف رہنا کعادۃً بالقطع معلوم و مشہود، اس مراد مقصود پر شاہد مبین و مفید تعیین و موثر یقین، کما لا ینحی علی صبی عاقل فضلاً عن فاضل (جیسا کہ کسی عاقل بچے سے مخفی نہیں چہ جائیکہ کسی فاضل پر مخفی رہے۔ ت)

خاصاً طرفہ یہ کہ انکار کرنے والے حلت دخول جنب میں بحث و نزاع کرتے ہیں اُن کے قول پر میعاد اللہ
 صراحت بدعت شنیعہ مسلمانوں سے علی الدوام و الالترام واقع ہوتی ہے یعنی گرمی میں مسجد چھوڑ کر غیر مسجد میں جماعت پڑھنا اور حتی مسجد تلف کرنا اس پر کیوں نہیں انکار کرتے بلکہ اس میں تو خود بھی شریک ہوتے ہیں کہ خلاف میں اپنی ہی تکلیف ہے، اب اگر وہ اپنے قول باطل پر اصرار کر کے اسی فکر میں پڑیں کہ نماز صحن مطلقاً بند کر دی جائے اور ہمیشہ ہر موسم ہر وقت کی جماعت اندر ہی ہو کرے، اور بالفرض اُن کی یہ بات خلق کو نماز صحن سے مانع آئے تو دیکھتے موسم گرما میں کتنی مسجدیں نماز و جماعت و تراویح و اعتکافات سے معطل محض ہوئی جاتی ہیں کہ لوگ جب صحن سے روکے جائیں گے اور اندران افعال کی بجا آوری سے بالطبع گھبرائیں گے، لاجرم مسجد کے آنے سے باز رہیں گے اور اگر ایک دو نے یہ ناسخ و بے سبب کی سخت مصیبت گوارا بھی کر لی تو عام خلائق کا تنفر قطعی یعنی، تو اس نزاع بجا کا انجام معاذ اللہ مساجد کا ویران کرنا اور اُن میں ذکر و نماز سے بندگان خدا کو روکنا ہے۔

قال اللہ عزوجل ومن اظلم صمن متع
 اللہ عزوجل نے فرمایا، اس سے بڑھ کر ظالم کون جو
 مسجد اللہ ان ینذکر فیہا اسمہ و سغی فی
 خدا کی مسجدوں کو اُن میں نام خدا یاد کئے جانے سے
 خراب ہائے
 روکے اور ان کی ویرانی میں کوشش کرے۔

اب صحیح کو مسجد نہ ماننے والے غور کریں کہ کس کا قول افساد فی الدین تھا ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

سادساً اس مسئلہ جلیلہ کو کلمات ائمہ کرام ہی سے استخراج کرنا چاہئے تو بوجہ کثیرہ میسر علماء تصریح فرماتے ہیں کہ مسجد مبارک حضور سید المرسلین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زمانہ اقدس میں جنوباً شمالاً یعنی دیوارِ قبلہ سے پائین مسجد تک سوگز طول رکھتی تھی اور اسی قدر شرقاً غرباً عرض تھا اور پائین میں یعنی جانبِ شام ایک مسقف دالان جنوب رویتھا جسے صفحہ کہتے اور اہل صفحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اس میں سکونت رکھتے یہ بھی جزیرہ مسجد تھا، علامہ رحمۃ اللہ سندی تلمیذ امام محقق علی الاطلاق ابن الہمام نسک متوسط اور مولانا علی قاری مکی اس کی شرح مسلک متقسط میں فرماتے ہیں :

(حد ۵) ای حدود المسجد الاول (ت) (اس کا حد) یعنی مسجد اول کی حدود (منبر کی دوسری طرف) المشرق من وراء المنبر نحو ذراع ومن المغرب الاسطوانة الخامسة من المنبر ومن الشام حيث ينتهي مائة ذراع من محرابه صلى الله تعالى عليه وسلم) وهو معلوم لاهل المدينة بالعلامة الموضوعۃ اہ ملخصاً۔

علامہ طاہر فتنی مجمع بحار الانوار میں فرماتے ہیں : اهل الصفة فقراء المهاجرين ومن لم يكن له منهم منزل يسكنه فكانوا يادون الى موضع مظلل في مسجد المدينة۔

صحیح بخاری شریف میں ہے :

باب نوم الرجال في المسجد وقال ابو قلابۃ عن انس رضي الله تعالى عنه قدم من هط من عجل على النبي صلى الله تعالى عليه وسلم فكانوا في الصفة وقال عبد الرحمن

باب لوگوں کا مسجد میں سونے کے بارے میں، ابو قلابہ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ عجل کا ایک وفد رسالتِ مبارک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں آیا اور وہ صفحہ میں تھے

بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کانت اصحاب
الصفحة الفقراء لہ
حضرت عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا
کہ اصحاب صفہ فقراء تھے۔ (ت)

علامہ احمد قسطلانی ارشاد الساری شرح صحیح بخاری میں فرماتے ہیں:

الصفحة بضم الصاد وتشديد الفاء موضع
مظلل في اخريات المسجد النبوي تاوي
اليه المساكين لہ
الصفحة، صاد پر پیش، فاء پر تشدید، مسجد نبوی کے آفری
حصہ میں وہ چھتی ہوتی جگہ جہاں مساکین پناہ
لیتے تھے۔ (ت)

اب مشاہدہ کرنے والا جانتا ہے کہ حجابِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کہ حجابِ امیر المؤمنین عثمان غنی رضی اللہ
تعالیٰ عنہ کی جانب شمال ہے، پائین مسجد کو پیمائش کرتے آئے تو سوگڑ کی مساحت ایک حصہ صحن میں آئے گی اور
قطعاً معلوم کہ زمانہ اقدس میں جس قدر بنائے مسجد تھی اس میں کمی نہ ہوئی بلکہ فزونیاں ہی ہوتی آئیں تو واجب کہ اس
وقت بھی یہ سوگڑ صحن تھی اور جبکہ صفحہ تک جزیر مسجد تھا کما ظہر مما نقلنا من العبارات (جیسے کہ ہماری
نقل کردہ عبارات سے ظاہر ہے۔ ت) تو کیونکہ معقول کہ بیچ میں صحن خارج مسجد گنا جائے۔

سابعاً علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد میں پیڑ بونا ممنوع ہے کہ اس سے نماز کی جگہ رُکے گی مگر جبکہ اس میں
منفعت مسجد ہو اس طرح کہ زمین مسجد اس قدر گل ہو کہ ستون بوجہ شدتِ رطوبت نہ ٹھہرتے ہوں تو جذب تری کیلئے
پیڑ بونے جائیں کہ جڑیں پھیل کر زمین کی نم کھینچ لیں۔ ظہیر یہ وغانیہ و خلاصہ و ہندیہ و بحر الرائق وغیر ہا میں ہے
یکرة غرس الشجر فی المسجد لانه یشبه
بالبیعة ویشغل مکان الصلوة الا ان
تکون فیہ منفعة للمسجد بان کانت
الارض نزة لا تستقر اساطینہا فیغرس
فیہ الشجر لیقل النزة۔
سابعاً علماء ارشاد فرماتے ہیں کہ مسجد میں پیڑ بونا ممنوع ہے کہ اس سے نماز کی جگہ رُکے گی مگر جبکہ اس میں
منفعت مسجد ہو اس طرح کہ زمین مسجد اس قدر گل ہو کہ ستون بوجہ شدتِ رطوبت نہ ٹھہرتے ہوں تو جذب تری کیلئے
پیڑ بونے جائیں کہ جڑیں پھیل کر زمین کی نم کھینچ لیں۔ ظہیر یہ وغانیہ و خلاصہ و ہندیہ و بحر الرائق وغیر ہا میں ہے
یکرة غرس الشجر فی المسجد لانه یشبه
بالبیعة ویشغل مکان الصلوة الا ان
تکون فیہ منفعة للمسجد بان کانت
الارض نزة لا تستقر اساطینہا فیغرس
فیہ الشجر لیقل النزة۔

ظہیر یہ کے لفظ یہ ہیں:

فتغرس لتجذب عروق الاشجار ذلك
پس درخت لگائیں تاکہ ان کی جڑیں اس تری کو جذب

لہ صحیح البخاری باب نوم الرجال فی المسجد
لہ ارشاد الساری شرح صحیح البخاری
لہ فتاویٰ قاضی خاں فصل فی المسجد
مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۶۳/۱
دارالکتب العربی بیروت ۴۳۴/۱
نوکلشور کھنؤ ۲۱/۱

المنزفح یجونہ و الافلا و انما جوز مشائخنا
فی المسجد الجامع ببخاری لما فیہ من
الحاجة الیہ۔
کر لیں، تو اب درخت لگانا جائز ہوگا ورنہ نہیں،
ہمارے مشائخ نے بخارا کی جامع مسجد میں درخت
لگانے کو جو جائز قرار دیا ہے اس میں یہی ضرورت و
حاجت پیش نظر ہے (ت)

ظاہر ہے کہ ستون مسجد مسقف ہی میں ہوتے ہیں اور پیر درجہ اندرونی میں نہیں بوئے جاتے بلکہ سائے
میں پرورش نہیں ہوتے معہذا جب تری کی وہ بیشتری کہ ستون نہیں ٹھہرتے تو ایسی رطوبت پھلوا ری وغیرہ کے
چھوٹے چھوٹے پودوں سے دفع نہیں ہو سکتی، ان کی جڑیں اتنی پھیلیں کہ اطراف سے جذب کر لیں اور
بڑے پیر اندر بوئے جانا معقول نہیں تو واجب کہ اس سے مراد صحن مسجد میں ہونا ہے اور اسے انھوں نے
مسجد میں ہونا قرار دیا۔ جب تو غرس فی المسجد کی صورت جواز میں
رکھا اور مثال ظہیر نے تو اس معنی کو خوب واضح کر دیا، قطعاً معلوم کہ جامع بخارا نا مسقف نہیں
نہ زہار اس کے درخت زیر مسقف ہیں بلکہ یقیناً صحن میں بوئے گئے، اور اسی کو علمائے کرام نے غرس
فی المسجد جانا۔

ثامناً علماء فرماتے ہیں دروازہ مسجد پر جو دکانیں ہیں فنائے مسجد ہیں کہ مسجد سے متصل
ہیں، فتاویٰ امام قاضی خاں پھر فتاویٰ علیگیر میں ہے،
یصح الاقتداء لمن قام علی الدکانین التی
تکون علی باب المسجد لانہا من فناء المسجد
متصلة بالمسجد۔
اس شخص کی اقتداء درست ہے جو اس دکان پر کھڑا ہے
جو مسجد کے دروازے پر ہے کیونکہ یہ فنائے مسجد ہیں
ہونے کی وجہ سے مسجد سے متصل ہے۔ (ت)

ظاہر ہے کہ جو دکانیں دروازہ پر ہیں صحن مسجد سے متصل ہیں نہ درجہ مسقف سے، تو لا جرم صحن مسجد ہے
اور یہیں سے ظاہر کہ صحن کو فنا کہنا محض غلط ہے اگر وہ فنائے مسجد ہوتا تو دکانیں کہ اس سے متصل ہیں متصل بہ فنا
ہوتیں، نہ متصل بہ مسجد، پھر ان دکانوں کے فنا ٹھہرنے میں کلام ہوتا کہ فنا وہ ہے جو متصل بہ مسجد ہونہ وہ کہ متصل
بہ فنا ہو، ورنہ اس تعریف پر لزوم دور کے علاوہ متصل بالفنا بھی فنا ٹھہرے تو سارا شہر یا لا اقل تمام محلہ
فنائے مسجد قرار پائے کہا لایخفی (جیسا کہ مخفی نہیں۔ ت) اور یہ ادعا کہ صحن و فنا کا مفہوم واحد

لے بحر الرائق بحوالہ الظہیریہ فصل لما فرغ من بیان انکراہتہ الخ
لے فتاویٰ قاضی خاں فصل فی المسجد
مطبوعہ علیہ ایم سعید کمپنی کراچی ۳۵/۲
مطبوعہ نوکشتور لکھنؤ ۳۲/۱

جہل شدید ہے کہ کسی عاقل سے معقول نہیں شاید یہ قائل اُن دکانوں کو بھی صحیح مسجد کہے گا۔

تاسعاً انصاف کیجئے تو یہ خاص جزئیہ بھی یعنی صحیح مسجد میں جنب کا جانا ناجائز ہونا کلماتِ علما سے مستفاد ہو سکتا ہے۔ ائمہ فرماتے ہیں جنب کو مسجد میں جانا جائز نہیں مگر جبکہ پانی کا چشمہ مسجد میں ہو اور اس کے سوا کہیں پانی نہ ملے تو تیمم کر کے لے آئے۔ مبسوط و عنایہ و رد المحتار و فتاویٰ حج و فتاویٰ ہندیہ وغیرہ اسفار میں ہے :

واللفظ للثلثة الاول مسافر و بجمہ مسجد فیہ
 پہلی تین کتب کے الفاظ یہ ہیں ؛ ایک جنبی مسافر ایسی مسجد
 عین ماء و هو جنب ولا یجد غیرہ ، فانہ
 سے گزرا جس کے اندر پانی کا چشمہ ہے اور اس کے علاوہ
 یتیمم لدخول المسجد لان الجاہل بالثقلات
 و پانی نہیں پاتا تو وہ دخول مسجد کے لئے تیمم کرے کیونکہ
 دخول المسجد علی کل حال عندنا۔
 ہمارے نزدیک ہر حال میں جنابت اسے دخول مسجد مانع ہے۔

ظاہر ہے کہ عامرہ بلاد میں عامرہ مساجد جماعت مسقف ہوتی ہیں اور چشمہ آب عادیہ صحیح ہی میں ہوتا ہے اور کلمات فقہاء امور عادیہ غالبہ ہی پر مبتنی ہوتے ہیں، بہت نادر ہے کہ حصہ اندرونی میں چشمہ آب ہو، تو انہوں نے صحیح ہی میں جنب کو جانے پر یہ احکام فرمائے فافہم و تبصرو (پس سمجھو اور غور کرو) ان کے سوا اور بہت وجوہ کثیرہ سے استنباط ممکن مگر بعد اُن دلائلِ قاہرہ کے جو ابتداءً زیر گوش سامعین ہوتے حاجتِ تطویل نہیں۔

عاشراً یا هذا اُن براہینِ ساطلحہ کے بعد صحیح مسجد کا جزیء مسجد ہونا اجلی بدیہیات تھا جس پر اصلاً تصریح کتب کی احتیاج نہ تھی بلکہ جو اسے مسجد نہیں مانتا وہی محتاجِ تصریح صریح و قطعی تھا اور ہرگز نہ دکھا سکتا نہ کبھی دکھائے تاہم فقیر نے بطور تبرع یہ چار استنباط بھی کلماتِ ائمہ سے ذکر کئے کہ یہ بدیہی مسئلہ اپنے غایت وضوح و اشتہار کے باعث اُس قبیل سے تھا جس پر خادمِ فقہ کو کتبِ ائمہ میں تصریح جزیئہ ملنے کی امید نہ ہوتی کہ ایسی روشن و مشہور باتوں پر فقہائے کرام کم توجہ فرماتے ہیں۔ مثلاً اگر کوئی اس امر کی تصریح کتابوں سے نکالنا چاہے کہ مسجد کے درجہ شتوی میں جسے اہل سورت جماعت خانہ کہتے ہیں تین درہیں اُن میں بائیں طرف کا درجہ جزیء مسجد ہے اور اُس میں بھی جنب کو جانا ممنوع یا نہیں تو غالباً ہرگز اس کا جزیئہ نہ پائے گا مگر بھلا اللہ تعالیٰ جب فقیر یہاں تک لکھ چکا مسئلہ کا خاص جزیئہ کلماتِ علما میں یاد آیا جس میں ائمہ دین نے صاف تصریح فرمائی ہیں کہ مسجد کے صیفی و شتوی یعنی صحیح و مسقف دونوں درجے یقیناً مسجد ہیں۔ اب سنی امام طاہر بن احمد بن عبد الرشید بخاری فتاویٰ خلاصہ پھر امام فخر الدین ابو محمد عثمان بن علی زلیعی تبیین الحقائق شرح کنز الدقائق پھر امام حسین بن محمد سمعی خزائنہ المفتین پھر امام محقق علی الاطلاق کمال الدین محمد بن الہمام فتح القدر پھر علامہ عبد الرحمن بن محمد رومی مجمع الانہر شرح

ملتی الاجر پھر علامہ سیدی احمد مہری حاشیہ مرقی الفلاح شرح نور الایضاح پھر خاتم المحققین سیدی محمد بن عبدین شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں:

واللفظ للخاصة والخزانة سرجل انتهى الح
الامام والناس في صلوة الفجران رجان يدرك
سرکعة في الجماعة ياتي برکعتي الفجر عند
باب المسجد وان لم يمكن ياتي بهما في
المسجد الشتوي ان كان الامام في الصيفي
وان كان الامام في الشتوي هو ياتي في الصيفي وان
كان المسجد واحد يقف في ناحية المسجد
ولا يصليهما فحاطا لاصف مخالفا للجماعة
فان فعل ذلك يكره اشد الكراهة
ایک گوشے میں ادا کرے اور ان دو رکعتوں کی ادائیگی کے لئے صفت کے متصل کھڑا نہ ہو کیونکہ یہ جماعت کی مخالفت ہے۔ اگر ایسا کیا تو یہ شدید مکروہ ہو گا (ت)
رد المحتار میں ہے:

قوله عند باب المسجد اي خارج المسجد
كما صرح به الفهستاني الخ.
اقول ويوضحه قول الهداية و
الهندية يصل سرکعتي الفجر عند باب
المسجد ثم يدخل
امام ابو البركات شافعي في شرح وافي میں فرماتے ہیں:
الافضل في السنن المنزل ثم باب المسجد
ما تن کا قول "مسجد کے دروازے کے پاس" یعنی مسجد سے باہر، جیسے کہ قہستانی نے اس پر تصریح کی ہے الخ
اقول (میں کہتا ہوں) ہدایہ اور ہندیہ کے الفاظ نے واضح کر دیا ہے کہ وہ فجر کی سنتیں مسجد کے دروازے پر پڑھ کر پھر مسجد میں داخل ہو۔ (ت)

۴۲۵۶۱/۱	مطبوعہ نوکشتور کھنؤ	کتاب الصلوة الجنس فی السنن	لہ خلاصۃ الفتاوی
۵۶/۲	ایچ ایم سعید کمپنی کراچی	باب ادراک الفریضہ	لہ رد المحتار
۱۳۲۷/۱	المکتبۃ العربیہ کراچی	۰ ۰ ۰	لہ الهدایہ

میں جماعت کروا رہا ہو تو مسجد کا دروازہ بہتر مقام ہے
اگر امام داخل مسجد میں جماعت کروا رہا ہو تو پھر خارج
مسجد اسی طرح امام خارج مسجد ہو تو سنتوں کے لئے
داخل مسجد بہتر ہے اور تلخیصاً (ت)

ان كان الامام يوصل في المسجد ثم المسجد
الخارج ان كان الامام يوصل في الداخل
او الداخل ان كان في الخارج اهد مخلصاً

محقق علامہ زین بن نجیم مصری بحر الرائق پھر علامہ سیدی احمد طحاوی حاشیہ در مختار میں فرماتے ہیں:
سنتوں کے لئے سنت یہ ہے کہ انہیں گھر میں ادا کرے
یا مسجد کے دروازے کے پاس، اور اگر وہاں ممکن
نہ ہو تو پھر صحیح مسجد میں ادا کرے الخ (ت)

السنة في السنن ان ياتي بها في بيته او عند باب
المسجد وان لم يمكنه ففي المسجد الخارج الخ

(سنت) مؤکدہ (فجر کی سنتوں میں) یہ ہے کہ انہیں
صف کے متصل اور بغیر رکاوٹ کے صف کے پیچھے بھی
ادانہ کرے (انہیں بجالائے) یا (گھر میں) اور
یہی افضل طریقہ ہے، یا (مسجد کے دروازے کے پاس)
اگر ممکن ہو یعنی اگر وہاں نماز ادا کی جاسکتی ہو تو (اور
اگر ممکن نہ ہو) یہ بات (تو پھر صحیح مسجد میں)
اگر لوگ داخل مسجد نماز ادا کر رہے ہوں اور عکس کی
صورت میں عکس ہو گا اگر وہاں دو مساجد صیغی اور
شستوی ہیں اھ (ت)

فیہ و شرح صغیر نیل للعلامة الرازي في شرح
(السنة) المؤكدة (في سنة الفجر) هو
ان لا ياتي بها مخالطاً للصف ولا خلف الصف
من غير حائل و (ان ياتي بها) اما (في بيته)
وهو الافضل (او عند باب المسجد)
ان امکن بان كان هناك موضع لا تقف
للصلاة (وان لم يمكنه) ذلك (ففي المسجد
الخارج) ان كانوا يصلون في الداخل و
بالعكس ان كان هناك مسجداً صیغی
وشتوی اھ

امام محقق علامہ محمد محمد ابن امیر الحاج حلبی علیہ میں اسی قول منیہ کے نیچے فرماتے ہیں: المسجد الخارج
صحیح المسجد اھ (مسجد خارج سے مراد صحیح مسجد ہے اھ - ت)

لہ کافی شرح وافی

۳۰۰/۱ مطبوعہ دار المعرفۃ بیروت
۲۰۴/۱ " مجتہاتی دہلی بھارت
۳۰۰/۱ لہ حاشیہ الطحاوی علی الدر المختار باب ادراک الفریضہ
۲۰۴/۱ لہ صغیر شرح منیہ المصلی فصل فی النوافل
۳۰۰/۱ لہ التعلیق الجلی لما فی منیہ المصلی بحوالہ ابن امیر الحاج مع منیہ المصلی فصل فی السنن مطبوعہ مکتبہ قادریہ لاہور ص ۲۹۴

دیکھو اول کی سات کتابوں میں صیغی و شتوی دونوں کو مسجد فرمایا اور آٹھ سے گیارہ تک چار کتابوں میں انھیں مسجد داخل و مسجد خارج سے تعبیر کیا۔ صغیری نے ان عبارات شتی کا مصداق واحد ہونا ظاہر کر دیا اور علیہ میں تصریح فرمادی کہ مسجد بیرونی صحیح مسجد کا نام ہے، تو صاف واضح ہو گیا کہ صحیح مسجد قطعاً مسجد ہے جسے علما کبھی مسجد صیغی اور کبھی مسجد الخارج سے تعبیر فرماتے ہیں والحمد لله علی وضوح الحق (حق کے واضح ہو جانے پر اللہ کی حمد ہے۔ ت)۔ ان نصوص صریحہ کے بعد ان استنباطوں کی حاجت نہ تھی مگر کیا کہجے کہ فقیر انھیں پہلے ذکر کر چکا تھا معذرتاً ان کے ابقا میں طالبان علم و خادمان فقہ کی منفعت کے اقوال علماء سے استنباط مسائل کا طریقہ دیکھیں وباللہ التوفیق اب کہ بجد اللہ کا شمس علی نصرت النہار واضح و آشکار ہو گیا کہ صحیح مسجد بالیقین جز مسجد ہے تو اس کے لئے تمام احکام مسجد آپ ہی ثابت جن کا ثبوت صحیح پر نمازیں پڑھے جانے خواہ کسی شرط پر اصلاً موقوف نہیں کہ مسجد مذہب راجح پر واقعہ کے صرف اس کھنے سے کہ میں نے اس زمین کو مسجد کیا اور دوسرے مذہب پر ایک قول صحیح ظاہر الروایہ میں دو آدمیوں کی جماعت باذان و اقامت بلکہ واقف کے سوا ایک ہی شخص کی اذان و اقامت و نماز برہمیت جماعت اور ایک قول ظاہر الروایہ میں سوائے واقف ایک ہی آدمی کے منفرداً نماز پڑھ لینے سے کبھی اجزاء مسجد ہو جاتی ہے تو ہر ہر جرد میں جہاں نماز ہونے کی بالاجماع حاجت نہیں، مذہب اول پر تو خود ظاہر مطلقاً نماز کی شرط ہی نہیں صرف قول کفایت کرتا ہے اور ثانی پر بھی واضح کہ منفرد کی نماز زیادہ شخصوں کی جماعت ہر پارہ مسجد کو شامل نہیں ہو سکتی کما لا یخفی فوضوح المقصود والحمد لله العلی الودود (جیسا کہ واضح ہے تمام حمد اللہ تعالیٰ کے لئے جو بلند اور محبت کرنے والا ہے۔ ت)

تنویر الابصار و در مختار و رد المحتار میں ہے،

یزول منک عن المسجد بقوله جعلته
مسجدا عند الثانی (وفی الدر المنتقی و
قدم فی التنویر والدرر والوقایة
وغیرہا قول ابی یوسف وعلمت ازحیثہ
فی الوقف والقضاء اھش) و
شرط محمد و الامام الصلوٰة
فیہ بجماعة (واشترط الجماعة
لانہا المقصودة من المسجد،
ولذا شرط ان تکون جھرا

اس کی ملکیت مسجد سے ان الفاظ سے زائل ہو جاتی ہے کہ میں نے اسے مسجد بنا دیا ہے یہ ثانی امام (ابو یوسف) کے نزدیک ہے (الدر المنتقی میں ہے کہ تنویر، درر اور وقایہ وغیرہ میں قول ابو یوسف کو مقدم ذکر کیا، اور آپ جانتے ہیں کہ ان کا قول وقف اور قضایں راجح ہے اھش) امام محمد اور امام صاحب نے اس میں جماعت کے ساتھ نماز کو بھی لازم و شرط قرار دیا ہے (جماعت کا شرط قرار دینا اس لئے ہے کہ مسجد سے مقصود ہی یہی ہے اسی لئے یہ شرط ہے

کہ وہاں اذان و اقامت بلند آواز سے ہوں ورنہ وہ مسجد قرار ہی نہ پائے گی۔ امام زلیعی کہتے ہیں کہ یہ روایت صحیح ہے، اور کہا کہ فتح میں ہے کہ اگر امام اور مؤذن ایک ہی آدمی تھا اور اس نے وہاں تنہا نماز ادا کی تو وہ بالاتفاق مسجد ہی قرار دی جائے گی کیونکہ اس طریقہ پر ادائیگی جماعت ہی کی طرح ہے۔ لیکن اگر وقت کرنے والے نے فقط نماز ادا کی تو صحیح یہی ہے کہ یہ کافی نہیں (ادش) ایک قول یہ ہے کہ ایک آدمی کا نماز ادا کر لینا بھی کافی ہے اور اسے خانہ نے ظاہر الروایہ قرار دیا ہے (اور متون میں یہی ہے جیسے کہ کنز، ملتقی وغیرہ اور آپ اول کی تصحیح جان ہی چکے، اور اسی کو خانہ نے صحیح کہا، اور حاکم نے کافی میں اسی پر اقتصار کیا، پس یہی ظاہر روایت ہے ایضاً ادش) مختصراً۔ واللہ بسبحہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم (ت)

باذان و اقامة و الا لم یصر مسجد اقال الزلیعی ؛ وهذه الروایة هی الصحیحة وقال فی الفتح ، ولو اتحد الامام والمؤذن وصلی فیہ و حده صبار مسجد بالاتفاق لان الاداء علی هذا الوجه كالجماعة ، لكن لو وصلی الواقف وحده فالصحیح انه لا یکنی ادش) وقیل ، یکنی واحده جعله فی الخانیة ظاہر الروایة (وعلیہ المتون كالکنز والملتی وغیرهما وقد علمت تصحیح الاول وصححه فی الخانیة ایضاً وعلیہ اقتصار فی کافی الحاکم فهو ظاہر الروایة ایضاً ادش) مختصراً، واللہ بسبحہ و تعالیٰ اعلم و علمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

مسئلہ ازبری سال مسئلہ جان محمود ساکن چاند

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی کے مکان میں ایک مسجد مدت سے قائم ہے اور وہ خود متولی ہے اور جمعہ کی نماز بھی ہمیشہ پڑھی جاتی ہے ابھی متولی مسجد نے ایک شخص کو کسی وجہ سے منع کیا کہ وہ اس مسجد میں نہ آئے، جب اس کو منع کیا تو وہ شخص اور چند مصلیٰ مجتمع ہو کر دوسری جگہ پر ایک مسجد نئی بنا کر لی اس قدر فاصلہ پر ہے کہ اگر بلند آواز سے اذان کے تو احتمال سنائی کی ہے، اس صورت میں دونوں مسجدوں میں جمعہ کی نماز جائز ہے یا ایک میں، اگر ایک میں ہے تو اول یا ثانی، اگر صورت مذکورہ میں منع کرنا کسی مصلیٰ کو شرعاً کوئی وجہ سے جائز ہے یا نہیں؟ بینوا بحوالہ کتاب توجروا یوم الحساب۔